ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-11

ماخذ تحقیقی مجلہ

OPEN ACCESS

CC BY NC

ڈاکٹر فائزہ بٹ

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، کنیئرڈ کالج برائے خواتین، لاہور

اُمُّ الالسنہ: آفرینش کے مباحث

Dr. Faiza Butt
Assistant Professor, Department of Urdu, Kinnaird College for Women, Lahore.

***Corresponding Author:** drfaizabutt@gmail.com

Proto Language: Discussions of Origin

Search for the existence and the origin of "Proto Language" or the "Mother Language of all the languages" on earth has arose a lot of speculations by linguists and scholars, who led to a number of lingual researches regarding above mentioned phenomenon. Numerous religious based, mythological and philosophical ideologies occur proving, somehow, the origin and existence of "Proto Language". This article sums up all that discussions.

Key Words: *Proto Language, Linguists, Speculations, Ideologies.*

دنیا کی اصل قدیمی زبان (Proto Language) اور اِس کے آغاز و دریافت کا مسئلہ ہمیشہ ہی سے لسانیات کی تاریخ میں وسیع پیمانے پر زیرِ بحث رہا ہے۔ ہر دور میں اِس اہم موضوع کے حوالے سے مختلف دبستانِ فکر اور ماہرین نے خصوصی دل چسپی کا اظہار کرتے ہوئے متعدد و متنوع علمی و تحقیقی مباحث میں بھرپور حصہ لیا، مگر در حقیقت اِس حوالے سے ماہرین و محققین کے زیادہ تر مباحث قیاسات اور مفروضات پر مبنی ہونے کے سبب یہ سلسلہ زیادہ ثمر آور نہ ہو سکا۔ مذکور قیاسات اور مفروضات کا تعلق کسی نہ کسی طرح سے دینی، اساطیری اور فلسفیانہ توجیہات سے ہے۔ اِن ہی قباحتوں کے پیشِ نظر انیسویں صدی کی آخری دہائی میں خالص سائنسی اور منطقی نقطہ نظر کے حامل ماہرین نے 'آغازِ زبان' کے مباحث سے روگردانی کرتے ہوئے اِسے ممنوع قرار دے دیا۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-11
ماخذ تحقیقی مجلہ

چناں چہ پیرس میں جب لسانیاتی سوسائٹی (Societe De Linguistique De Paris) کا قیام عمل میں آیا تو اِس کے دستور کی دفعہ ۲ میں لکھ دیا گیا:

سوسائٹی زبان کے آغاز یا ایک عالم گیر زبان کی تخلیق کے بارے میں کوئی مراسلہ منظور نہیں کرے گی۔[1]

اِس قرارداد کی منظوری کے باوجود دونوں ممنوع موضوعات پر ماہرینِ لسانیات کی دل چسپی روز افزوں رہی۔ جرمنی کے مشہور ماہرِ لسانیات، میکس مُلر (Max Muller) نے زبان کی پیدائش سے متعلق مباحث سے ماہرین کی فطری دل چسپی کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

> Nothing, no doubt, would be more interesting than to know from historical documents the exact process by which the first man began to lip his first words, and thus to be rid forever of all the theories on the origin of speech.[2]

ابتدائی زبان سے متعلق مفروضات و قیاسات اور فلسفیانہ بنیادوں پر قائم نظریات کی بعض ماہرین نے بعد ازاں گروپ بندی کی۔ اِس حوالے سے آسٹریا (Austria) سے تعلق رکھنے والے فلسفی، رڈالف ایسلر (Rudolf Eisler) نے آغازِ زبان کے نظریوں کو درج ذیل تین زمروں میں تقسیم کیا:

۱) **دینیاتی:** اِن میں تخلیقِ زبان کا مذہبی نقطہ نظر بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔

۲) **اختراعی:** اِن کی رو سے زبان بعض ذہین انسانوں کے اختراع کی مرہونِ منت ہے۔

۳) **نفسیاتی:** اِس زمرے کے تحت وہ تمام نظریے آتے ہیں جن کا تعلق نقالی، صوتی رمزیت، دلالت کرنے والی حرکات و سکنات، فجائیہ آوازوں، ابلاغی خواہش جیسے مختلف عوامل سے ہے۔

اِسی طرح ایک اور فلسفی جی۔ رے ویز (G. Revesz) نے آغازِ زبان سے متعلق مذکور بالا مباحث کا جائزہ درج ذیل تقسیم کے تحت لیا ہے:

۱) **دینیاتی اور فلسفیانہ:** ایسے نظریات جو آغازِ زبان کی مذہبی و فلسفیانہ توجیہ پیش کرتے ہیں۔

۲) **حیاتیاتی:** اِس کے مطابق جو نظریات انسانی بول چال کو حیوانات کے صوتی ردِ عمل اور بیوہار کے صوتی طریقوں سے اخذ کرتا ہے اور حیوانی دنیا میں زبان کے ماقبلِ تاریخ احتمالی ادوار کی نشان دہی کرتا ہے۔ اسے حیاتیاتی کہا جا سکتا ہے۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-11

ماخذ تحقیقی مجلہ

۳) **بشریاتی:** بشریاتی نظریوں کی رو سے زبان کی بالکل ابتدائی صورت بھی انسانی ذہن کا کرشمہ ہے۔ ارتقا کے ابتدائی دور ہی سے مادی اور سماجی حالات نے ابلاغ کی مخصوص صورت پیدا کرنے کے لیے انسان کو ذہنی صلاحیتوں کے استعمال پر اُکسایا۔[۳]

اصل قدیمی زبان کی تلاش کے حوالے سے منظرِ عام پر آنے والے متعدد نظریات کو درج بالا تین گروہوں میں منقسم کرنے کے ساتھ ساتھ جی۔ رے ویز نے ایک نیا نظریہ، **'ارتباطی نظریہ'** (Contact Theory) کے عنوان سے پیش کیا۔ اِس کے مطابق لفظ 'ارتباط' سماجی ہیئتوں کے ایک دوسرے سے قریب ہونے، موانست پیدا کرنے اور تعاون اور ابلاغ کے باطنی رجحان پر دلالت کرتا ہے۔[۴] ذیل میں آغازِ زبان سے متعلق نظریات کا اجمالی جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

● الہیاتی اور فلسفیانہ نظریات:

آغازِ زبان سے متعلق قدیم ترین نظریہ مذاہب کا ہے جو تاریخِ زبان میں، **'الہامی نظریے'** (Divine Theory) کے عنوان سے جانا جاتا ہے۔ اِس نظریے کے مطابق زبان خدا کی عطا ہے۔ دراصل "دنیا کے مختلف مذاہب میں تخلیقِ کائنات کی جو سرگزشت بیان کی گئی ہے اُس میں کلام یا تو خالقِ کائنات کا وہ آلہ ہے، جس کی مدد سے اُس نے کائنات کو پیدا کیا، یا وہ قدیم و ازلی منبع ہے جس سے نہ صرف تمام مخلوقات کا بلکہ خود خالقِ کائنات کا صدور ہوا۔"[۵]

یورپ میں علم اللسان کے ارتقا سے قبل تقریباً اٹھارویں صدی تک آغازِ زبان کا الہامی نظریہ کسی نہ کسی صورت قبولِ عام رہا۔ اکثر مذاہب نے اپنی زبان کو 'اصل قدیمی زبان' یا 'اُمُّ الالسنہ' قرار دیا۔

☆ مصری دینیات کے مطابق دیوتا 'تھوتھ' (Thoth) خالقِ نطق تھا۔[۶]

☆ مصری دینیات ہی سے متعلق ایک اور دیوتا، 'پتاہ' (Ptah) کے خالقِ اُمُّ الالسنہ ہونے کی بابت محمد ہادی حسین لکھتے ہیں:

> مصری دینیات میں قبلِ تکوین زمانے کو وہ زمانہ کہا جاتا تھا جس میں کوئی دیوتا موجود نہ تھے اور چیزوں کے کوئی نام نہ رکھے گئے تھے۔ اس غیر معین صورت میں سے معین وجود کا صدور یوں ہوا کہ جہاں آفریں دیوتا پتاہ نے اپنا نام لیا اور اس نام کی قوت کے طفیل دنیا وجود

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-11
ماخذ تحقیقی مجلہ

میں آ گئی۔ بعد ازاں اس نے دوسرے دیوتاؤں اور انسانوں کے نام لیے، چناں چہ وہ سب بھی عالمِ وجود میں آ گئے۔[۷]

☆ نورس دیومالا (Norse Mythology) کی رو سے دیوتا 'اوڈن' (Odin) نے زبان تخلیق کی اور رونک (Runic)[۸] حروف ایجاد کیے۔[۹]

☆ اہلِ بابل دیوتا 'نابُو' (Nabu) کو زبان کا خالق قرار دیتے ہیں۔[۱۰] عہد نامہ قدیم میں بیان ہوا ہے کہ اہلِ بابل نے ایک بلند مینار تعمیر کیا تھا تاکہ آسمان پر چڑھ کر خدا سے معرکہ آرا ہو سکیں۔ خدا نے انھیں سزا دینے کی غرض سے یہ عتاب نازل کیا کہ مینار پر چڑھے ہر فرد کی زبان دوسرے سے مختلف کر دی۔ جس کے نتیجے میں کوئی بھی کسی کی بات سننے اور سمجھنے کے قابل نہیں رہا۔[۱۱] انگریزی زبان کا محاورہ 'Bable Of Tongue' اسی روایت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ان لوگوں کی مختلف زبانوں کہ وجہ سے دنیا کی مختلف زبانوں نے جنم لیا۔

☆ "ہندوؤں کی دینیاتی کتابوں میں کلام کو دیوتاؤں کی شکتیوں سے بھی زیادہ قوی کہا گیا ہے۔ واچ / رواک (بولی) پر تمام دیوتاؤں، تمام انسانوں اور تمام حیوانوں کا دارو مدار ہے۔ بولی غیر فانی ہے۔ وہ ازلی و ابدی قانون کی پہلوٹھی کی اولاد، ویدوں کی ماں اور پوتر دنیا کی نافہ ہے۔"[۱۲] ہندو دھرم میں زبان کو خالقِ کائنات، 'برہما دیوتا' کی اردھانگی، 'سرسوتی دیوی' کی ایجاد اور دین قرار دیا جاتا ہے۔[۱۳] ہندوؤں میں سنسکرت کو 'دیوبانی' یا 'دیوبھاشا' کہا جاتا ہے۔ بعض افراد کا ماننا ہے کہ سنسکرت زبان اور سنسکرت قواعد کے بنیادی اصول جو پانِنی (Panini) کے چودہ سوتروں میں منظوم ہیں، دراصل 'شیوجی' کی ڈگڈگی سے نکلے تھے۔

☆ انجیل مقدس کے مطابق وہ ابتدائی زبان جس میں آدم نے پہلے پہل بات کی، عبرانی تھی۔ مزید یہ کہ عبرانی نوعِ انسانی کی عالم گیر زبان کی حیثیت سے ہمیشہ قائم و دائم رہتی اگر حضرتِ نوحؑ کے مخالفین ازراہِ تکبر مینارِ بابل تعمیر نہ کرتے۔[۱۴]

☆ مُوسوی دینیات میں خدا کے کلام کے تصور نے یونانیوں نے عقلِ کُل کے تصور میں مدغم ہو کر عیسوی دینیات میں 'لوگوس' (Logos) کی شکل اختیار کی، جو خدا کا کلام بھی ہے اور اس کی عقل بھی اور جس

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-11
ماخذ تحقیقی مجلہ

کا ارضی ظہور حضرت عیسیٰؑ کی ذات میں ہوا۔ انجیل مقدس کے مطابق خدا کے کلام نے نُور کو ظلمت سے جدا کیا اور اس طرح عالم شہود میں آ گئے۔[۱۵]

ابتدا میں کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھ تھا، اور کلام خدا تھا۔ سب چیزیں اس کے وسیلے سے پیدا ہوئیں۔

(یوحنا، ب۔ ا۔ ۱/۲)

☆ انجیل اور قرآن کی تعلیمات کے مطابق خالقِ حقیقی نے آدمؑ کو قوتِ تکوین بخشی اور اشیا کے نام سکھائے:

"علم الآدم الاسما کلھا" (سورۃ بقرہ۔ آیت ۳۱)

ترجمہ: "اور (اللہ نے) آدم کو تمام اشیا کے نام سکھائے۔"

And out of the ground the Lord God formed every beast of the field, and every fowl of the air, and brought them unto Adam to see what he would call them; and whatever Adam called every living creature, that was name thereof. *(Genesis, 2:19)*

فرق صرف یہ ہے کہ اسلامی عقیدہ عربی زبان کو آسمانی اور آدمؑ کی زبان قرار دیتا ہے جب کہ انجیل کے مطابق وہ ابتدائی زبان جس میں آدم نے پہلے پہل بات کی، عبرانی تھی۔ جرمنی کے مفکرین، ہرڈر (Herder) اور جیکب گرم (Jacob Grimm) نے زبان کی بے ترتیبی اور بے قاعدگی کو الہامی نظریے کے منافی قرار دے کر اسے رد کر دیا۔[۱۶]

زبان کی تخلیق سے متعلق مذہبی بنیاد پر الہامی نظریات پیش کیے جانے کے علاوہ اکثر افراد نے کسی بھی تقدس کی آمیزش کے بغیر کسی بھی زبان کو، جو عموماً ان کی اپنی ہی ہوتی تھی، ازلی یا قدیم ترین قرار دیا ہے، مثلاً:

Imagine the Lord talking French! Aside from a few odd words in Hebrew. I took it completely for granted that God had never spoken anything but the most dignified English.[17]

☆ دو جرمن عالموں، جوہانس (Johannes) (متوفی ۱۵۴۴ء) اور میگنس (Magnus) (متوفی ۱۵۶۸ء) نے گوتھک یعنی قدیم جرمن زبان کو دنیا کی پہلی زبان قرار دیا۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-11
ماخذ تحقیقی مجلہ

☆ ڈچ عالم، جے جی بیکانس (J.G. Becanus) نے ڈچ زبان کو 'Cymbrian' کا نام دیا تھا۔ وہ اسے قدیم ترین زبان قرار دیتا تھا۔[۱۸]

☆ سویڈن کا عالم، کیمِ (Kemke) (متوفی ۱۶۸۹ء) دعویٰ کرتا تھا کہ باغِ عدن میں خدا سویڈش زبان میں، آدم ڈینش زبان میں اور سانپ کی شکل میں شیطان فرانسیسی میں بات کرتا تھا۔ گویا اس کے مطابق اس کی زبان خدا کی، پڑوسی ملک ڈنمارک کی زبان آدم کی اور معتوب فرانسیسی شیطان کی زبان تھی۔[۱۹]

☆ ترکی کی لسانی کانگرس نے ۱۹۳۴ء میں ترکی کی زبان کے تقدم کے حوالے سے یہ فرمان جاری کیا تھا:

> Turkish is at the root of all languages, all words being derived from 'Gunes', the Turkish word for 'Sun'. The first object to strike the human fancy and demand on name.[20]

☆ یونانی مفکرین، فیثا غورث (Pythagorus)، ہیریکلیٹس (Heraclitus) اور افلاطون (Plato) کا عقیدہ تھا کی زبان فطری اور باقاعدہ ہے اور لفظ کے صحیح معنی اس کی ہیئت سے ہویدا ہو جاتے ہیں۔ گویا لفظ اور اس کے نام میں کوئی فطری اور لازمی تعلق ہوتا ہے۔

جیسا کہ 'An Introduction To Languages' میں درج ہے:

> At some ancient time there was a 'Legislator' who gave the correct, natural name to everything, and that words echoed the essence of their meanings.[21]

دراصل اس نظریے کے حامیوں کے سامنے فقط یونانی زبان تھی۔ انھیں معلوم نہ تھا کہ ہر چیز کے مختلف زبانوں میں مختلف نام ہوتے ہیں۔ لہٰذا یہ بات کہ اشیا اور ان کے ناموں میں پُر اسرار فطری تعلق ہوتا ہے، قطعی بے تکی ہے۔[۲۲]

☆ پانچویں صدی قبل مسیح میں ڈیموکریٹس (Democritus) اور چوتھی صدی قبل مسیح میں ارسطو (Aristotle) نے زبان کو باہمی قول و قرار سے متخرج کیا۔

☆ جینوا (Geneva) سے تعلق رکھنے والے فلاسفر، روسو (Rousseau) نے بھی ۱۷۵۴ء میں یہ تصور پیش کیا کہ قدیم انسانوں نے اُسی طرح سے مفاہمانہ انداز میں زبان کی تشکیل کی جو تمام عمرانی

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-11

ماخذ تحقیقی مجلہ

نظاموں کی بنیاد ہے لیکن اس نے اس کا کوئی ثبوت فراہم نہیں کیا کہ زبان سے محروم قدیم ترین انسان کس صورت یک جا ہوئے ہوں گے ؟ اور وہ کیا محرکات تھے جن کی بنا پر وہ کسی ایک آواز کو کسی خاص خیال کی ترجمان سمجھنے پر متفق ہوئے؟ گویا روسو کا نظریہ فقط زبان کی بالیدگی کی تاویل کر سکتا ہے، ابتدا کی نہیں۔[۲۳]

علاوہ ازیں کئی بادشاہوں کو انسان کی سب سے پہلی یا فطری زبان کی دریافت کی تشویش ہوئی۔ اس مقصد کے لیے نوزائیدہ بچوں پر تجربات کیے گئے۔ بچوں کو جنگل میں اس طرح پرورش کرایا گیا کہ ان کے کانوں میں کسی بھی زبان کا کوئی لفظ نہ پڑ سکے۔ ان تجربات کا مقصد یہ معلوم کرنا تھا کہ کوئی زبان سُنے اور بولے بغیر بچے فطری طور پر کون سی زبان اپنے مافی الضمیر کے اظہار کی غرض سے اپناتے ہیں۔ بادشاہوں کا خیال تھا کہ اس طرح سے سامنے آنے والی زبان فطری ہو گی اور یقیناً انسان کی پہلی زبان ہو گی۔ اس حوالے سے بادشوں کی مساعی کا سرسری جائزہ درج ذیل ہے:

☆ یونانی مفکر، 'Herodotus' کے مطابق قدیم مصری بادشاہ سام اوّل (Psammetichus) (۶۶۴۔۶۱۰ ق م) نے ایک فریجین (Phrygian)[۲۴] خادم کی زیر نگرانی دو نوزائیدہ بچوں کو جنگل میں پرورش کروایا۔ بولنے کی عمر کو پہنچنے پر بچوں کو دربار میں حاضر کیا گیا تو ان میں سے ایک نے لفظ 'بیکوس' (Bekos) سے ملتا جلتا لفظ ادا کیا جو فریجین زبان میں روٹی کو کہتے ہیں۔ اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا کہ 'فریجین' ازلی زبان ہے۔ اکثر ماہرین کا خیال ہے کہ اس فریجین خادم کے منہ سے اکثر و بیش تر لفظ 'بیکوس' نکل جاتا ہو گا جو بچوں نے سنا اور یاد رکھا۔ مگر یہ درست معلوم نہیں ہوتا کہ بچوں نے کسی انسانی ذریعے سے کچھ سُنا، اپنایا اور ویسا ہی بولنے کی کوشش کی۔ بہت ممکن ہے کہ بچوں کے منہ سے ادا ہونے والی، لفظ۔'بیکوس' سے ملتی جلتی آواز وہاں موجود بکریوں کی بنا پر ہو۔ گویا:

> They must have heard what the goats were saying. First remove the ***-kos*** ending, which was added in the Greek version of the story. then pronounce ***be-*** as you would the English word ***bed*** without ***-d*** at the end.[25]

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-11

☆ شہنشاہ فریڈرک دُوُم (Fredrick II) (۱۱۹۴ء۔۱۲۵۰ء) نے بھی ایسا تجربہ کیا ، لیکن بچے گویائی سیکھنے سے پہلے ہی مر گئے۔

☆ سکاٹ لینڈ کے بادشاہ جیمز چہارم(James IV) (۱۴۷۳ء۔۱۵۳۱ء) نے بھی دو بچوں کو آرام دہ زندگی کی تمام تر سہولیات سے نواز کر ایک گونگی خاتون کی زیرِ نگرانی تنہائی میں نظر بند رکھا اور آخر میں یہ فیصلہ صادر کیا کہ بچے بہت اچھی عبرانی بولتے تھے۔[۲۶]

☆ مغلیہ بادشاہ، جلال الدین محمد اکبر (۱۵۵۶ء۔۱۶۰۵ء) نے بھی جنگل میں کچھ بچوں کی پرورش کرائی اور نتیجے کے طور پر وہ بچے گونگے ثابت ہوئے۔[۲۷]

• فطری اصوات کی نقل پر مبنی نظریات:

اصل قدیمی زبان کے نقطۂ آغاز کی کھوج میں متعدد ایسے نظریات سامنے آئے جن میں انسان، جانور اور دیگر مظاہرِ فطرت کی
بے ساختہ اور قدرتی اصوات کو زبان کی پیدائش کا مؤجب قرار دیا گیا۔اس حوالے سے سامنے آنے والے نظریات کا خلاصہ درج ذیل ہے:

• حیوانی آوازوں کی نقالی کا نظریہ (Bow-Wow Theory):

ایک نظریہ یہ ہے کہ انسان نے تقلید و نقل کی فطری صلاحیت کو بروئے کار لاتے ہوئے جانوروں کی بولیوں، مظاہرِ قدرت اور انسانی مصنوعات کی مخصوص گونج یا جھنکار نما آوازوں کی نقل میں زبان کے اوّلین الفاظ اختراع کیے، جن سے انسانی زبان کے ابتدائی کلمات وجود میں آئے۔ بعد ازاں اِن سے دوسرے کئی الفاظ مشتق ہوئے ، مثلاً اردو میں بھوں بھوں سے بھونکنا اور میں میں سے ممیانا جیسے الفاظ اور انگریزی زبان میں کوکو سے 'Cuckold'اور کاک سے 'Coquet' جیسے باقاعدہ اسمائے اصوات پیدا کیے گئے۔اسی طرح سمعی تاثر کے حامل اردو الفاظ: ٹن ٹن، کھٹ کھٹ، گڑگڑاہٹ ، گرج وغیرہ اور انگریزی الفاظ Sizzle, Thunder, Flutter, Drizzle: وغیرہ ہیں۔جب کہ بصری تاثر کے حامل اردو الفاظ: جگ مگ، زرق برق، جھلمل، چکاچوند وغیرہ اور انگریزی الفاظ: Zigzag, Glimmer, Glow, Flash وغیرہ ہیں۔ کسی بھی زبان کے ایسے تمام الفاظ جن کی ادائیگی سے کچھ اس نوع کے سمعی و بصری پیکر ظاہر ہوں جو معنی کی ایک جھلک پیش کریں،'صوت نما' الفاظ (Onomatopoiec) کہلاتے ہیں۔[۲۸]

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-11
ماخذ تحقیقی مجلہ

اس نظریے کے اطلاق سے ہر زبان کے فقط دس بیس الفاظ کی اصل معلوم کرنے میں راہ نمائی حاصل کی جاسکتی ہے مگر بقیہ الفاظ کی بابت یہ نظریہ کوئی اصول وضع نہیں کرتا۔ اس لیے یہ امر قابلِ قبول نہیں کہ زبان محض تقلید و نقل کی پیداوار ہے۔ البتہ یہ ضرور ہے کی انسان کی تقلیدی عادت نے زبان کی ساخت اور بناوٹ میں اہم کردار ادا کیا ہے۔[۲۹]

- **فجائی آوازوں پر مبنی نظریہ (Pooh Pooh Theory):**

اصوات کی بنیاد پر ایک نظریہ شدتِ جذبات میں انسانی ذہن سے ادا ہونے والے فجائی نعروں پر مبنی ہے۔ اردو میں فجائیہ آوازیں: ہائے، آہ، واہ، اُف وغیرہ اور انگریزی زبان میں: Oh, Pooh Pooh وغیرہ ہیں۔ یہ نظریہ تاریخِ زبان میں **'Pooh Pooh Theory'** کے نام سے مشہور ہے۔ اکثر ماہرین کا ماننا ہے کہ فجائیہ نعروں کی صفائی سے زبان میں آوازیں یعنی مصوتے اور مصمتے پیدا ہوئے اور انھیں سے دیگر الفاظ بنے، مگر درحقیقت فجائی کلمات زبان کا تخم تو درکنار، زبان کا جزو بھی نہیں۔ یہ زبان ہی سے بروئے کار آتے ہیں۔ اشتقاق کے نقطہ نظر سے یہ بالکل جامد کلمات ہیں۔ ان پر تصرف کا عمل نہیں ہو سکتا تو پھر ان سے زبان کیوں کر تشکیل پا سکتی ہے؟

- **غنائی اصوات پر مبنی نظریہ (Sing Song Theory):**

نطقِ انسانی پر گیتوں اور غنائی آوازوں کا تصور بھی ماہرینِ لسانیات کی توجہ کا مرکز رہا ہے۔ ڈارون (Darwin) نے پہلی بار سائنسی افکار میں اس تصور کو جگہ دی اور انسان کی غنائی آوازوں کو زبان کا نقطہ آغاز قرار دیا۔ ماہرینِ لسانیات میں آٹو یسپرسن نے شدومد کے ساتھ اس نظریے کی وکالت کی۔ یسپرسن کے بیان کے مطابق:

> The genesis of language is not to be sought in the prosaic, but in the poetic side of life; the source of speech is not gloomy seriousness, but merry play and youthful hilarity.......In primitive speech I hear the laughing cries of exultation when lads and lassies vied with one another to attract the attention of the other sex, when everybody sang his merriest and danced his bravest to lure a pair of eyes to throw admiring glances in his direction. Language was born in the courting

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-11

days of mankind; the first utterances of speech I fancy to myself like something between the nightly love lyrics of puss upon the tiles and the melodious love songs of the nightingale.[30]

یسپرسن کی تفصیلات کے پیشِ نظر اسی کو اس نظریے کا مؤجد مانا جاتا ہے۔ اس کے مطابق زبان کی ایجاد خیالات کی ترسیل کے لیے نہیں بلکہ یہ لہو و لعب کے جذبۂ نشاط کا اُبال ہے۔ اس نظریے کو ماہرین آغازِ زبان **نغماتی نظریے** (Sing Song Theory) کے عنوان سے جانتے ہیں۔[۳۱] دیگر حکائی نظریات کی طرح اس نظریے کو بھی درخورِ اعتنا نہیں سمجھا گیا۔ غنائی آوازیں اور گیت وفورِ جذبات سے چھٹکارا پانے کی کوشش کا کرشمہ رہے ہیں جب کہ زبان کا مقصد بین الافرادی رابطہ اور باہمی افہام و تفہیم ہے۔ ان دونوں کے اظہار کی ہیئت اور مواد ایک دوسرے سے جداگانہ ہیں۔ ان کے ارتقا کے اصول بھی مختلف ہیں۔ متعدد قدیم زبانیں غنائی خصوصیات سے محروم نظر آتی ہیں اور بعض ترقی یافتہ زبانوں میں خاصی غنائیت ملتی ہے۔[۳۲] علاوہ ازیں حیوانی غوں غاں کے بعد اگلی منزل یک رکنی مجموعۂ اصوات کی تومانی جاسکتی ہے مگر یہ ممکن نہیں کہ نطق کی ابتدا طرح طرح کے مصمتوں پر مشتمل صوت رکنوں بلکہ کئی کئی صوت رکنوں پر مشتمل الفاظ اور کئی کئی لفظوں پر مبنی فقروں سے ہو۔[۳۳]

- **اصوات و اعضاء کے باہمی ربط پر مبنی نظریات:**

متعدد ماہرینِ لسانیات کا ماننا ہے کہ انسان کے جسمانی اعضاء کی حرکات اور آوازوں میں کوئی نہ کوئی فطری تعلق ضرور ہے۔ اعضاء و اصوات کے اس فطری تعلق کی وضاحت میں تین نظریات سامنے آئے جو معمولی فرق کے باوجود ایک دوسرے سے قریباً مماثل ہیں۔

- **اجتماعی ہانک کا نظریہ (Yo-He-Yo Theory):**

نوائر (Noire) نے پیش کیا۔ اس نظریے کی رو سے انسان سخت محنت کرتے ہوئے تیز سانس کی مدد سے کچھ اعصابی سکون حاصل کرتا ہے۔ تیز سانس کی آمد و رفت سے صوتی تاروں میں ارتعاش پیدا ہوتا ہے۔ غیر متمدن انسان اجتماعی حیثیت سے کام کرتے ہوئے تھکن کے احساس کو رفع کرنے، اپنی طاقت کو بڑھانے اور سہارے کی غرض سے ارادتاً ایسی آوازیں منہ سے نکالتے ہوں گے۔ انھی آوازوں سے مخصوص کاموں کے لیے اسم وجود میں آتے گئے۔ یوں یہ عمل ایک باقاعدہ زبان کی تشکیل پر منتج ہوا۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-11

- **ٹاٹا نظریہ (Ta Ta Theory):**

یہ نظریہ اس امر پر زور دیتا ہے کہ ابتدا میں انسان جب کوئی مشقت کرتا تھا تو غیر ارادی طور پر اُس کے اعضائے نطق محنت کرنے والے اعضائے جسم کی نقل کرتے تھے جس سے عموماً کوئی آواز یا آوازوں کے مجموعے پیدا ہو جاتے تھے۔ آوازوں کے انھیں غیر ارادی و بے معنی مجموعوں سے زبان کا ارتقا ہوا۔ ڈارون نے بھی کچھ غیر ارادی فجائی آوازوں کی عضویاتی توجیہات پیش کی ہیں۔ [۳۴]

- **اعضائے جسمانی کی حرکات پر مبنی نظریہ (Gestural Theory):**

اس نظریے میں محنت کا ذکر نہیں بلکہ گفت گو کرتے وقت دیگر اعضائے جسمانی کی حرکات (Gestures) کو بنیاد بنایا گیا ہے۔ ۱۹۳۰ء میں سر رچرڈ پیجٹ (Sir Richard Pajet) نے اسی سے ملتا جلتا **حرکاتِ دہن کا نظریہ (Mouth Gesture Theory)** پیش کیا۔ [۳۵] اصوات اور جسمانی اعضاء کے باہمی ربط پر مبنی یہ تمام نظریات اپنے اپنے دور میں ماہرینِ لسانیات میں قبولیت حاصل نہ کر سکے اور رد کر دیے گئے۔ دراصل غیر ارادی طور پر منہ سے نکلے والی آوازوں کا محرک کچھ بھی ہو مگر انھیں لسانی حیثیت کسی طرح سے بھی نہیں دی جا سکتی۔ ان سے لسانی آوازیں اور الفاظ کیوں کر بنے ہوں گے؟ اس کی تاویل ممکن نہیں۔

- **زبان اور ذہن کے باہمی ربط کا نظریہ :**

جرمن ماہرِ لسانیات، سٹائن ہال (*Steinhal*) نے اپنی کتاب: 'گرامر، منطق، نفسیات' کے مقدمے کے پانچویں باب میں آغازِ زبان سے بحث کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ زبان کی ابتدا اور قدیم انسان کے ہاں اس کے پہلے پہل استعمال کی چھان بین میں اُس ذہنی کلچر سے پوری واقفیت ناگزیر ہے جو صحیح معنوں میں تخلیقِ زبان کا پیش خیمہ ہے۔ [۳۶] اس کے ساتھ ساتھ شعور کی خصوصی کیفیت، اس کے مخصوص روابط اور اُن اصول و شرائط کو سمجھنا ضروری ہے جن کے تحت زبان وجود میں آتی ہے۔ ذہنی حالت اور شعور کے رابطے ہی دراصل وہ فعال قوتیں ہیں جو زبان تخلیق کرتی ہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ زبان ایک ایجاد نہیں بلکہ ذہن کے اندر ایک تخلیق ہے۔ شعور کے عناصرِ ترکیبی پر حکم ران لاشعور کے قوانین کی عمل داری ہی دراصل زبان کی تخلیق کا مؤجب ہوتی ہے۔

سٹائن ہال کا یہ خیال صحیح ہے کہ زبان کوئی مرئی چیز نہیں بلکہ ایک وقوعہ ہے، مگر یہ بیان کہ ذہنی حالت اور شعور کے قوانین کی فعالیت ہی تخلیقِ زبان کا سبب ہے، درست نہیں۔ زبان دراصل اعضائے نطق سے پیدا شدہ صوتی ارتعاشات کے تسلسل کے سبب وجود پانے والے صوتی اشاروں کا وہ مجموعہ ہے جسے اعضائے سماعت کی مدد سے

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-11
ماخذ تحقیقی مجلہ

گرفت میں لیا جاتا ہے۔ نطق اور سماعت کے پسِ پشت نفسیاتی کار فرمائی سے انکار نہیں مگر پھیپھڑے، حلقوم اور ان سے خارج ہونے والی ہوائی لہریں، جیبھ، تالو، دانت اور ہونٹ تخلیقِ زبان کی ایسی اہم فعال قوتیں ہیں جن سے صوتی اشارے تشکیل پاتے ہیں۔ انھیں کسی صورت بھی ذہن کے اجزائے ترکیبی نہیں کہا جا سکتا۔

زبان کی تخلیق میں ذہن کی کار فرمائی کو وسیع تناظر میں جانچنے سے کسی نہ کسی منطقی نتیجے پر پہنچا جا سکتا ہے۔ مثال کے طور پر پیدائش سے دو تین سال تک بچے کا ذہن ارتقا کی ابتدائی سطحیں بہت تیزی سے عبور کر رہا ہوتا ہے جس سے بچے کا ذہن، اعضائے نطق اور دیگر جسمانی اعضاء ایک بالغ انسان کی نسبت جسامت، عمل اور حجم میں مختلف اور ناپختہ ہوتے ہیں۔ اِس عمر میں بچہ بندروں کی طرح سانس لیتے وقت پینے کا عمل جاری رکھ سکتا ہے، دونوں ہاتھ اور گھٹنوں کے بل پر رینگتا ہے اور غوں غاں جیسی بے معنی آوازیں بھی نکالتا ہے، مگر وقت کے ساتھ بہ تدریج ذہنی بالیدگی سے بچہ ایک بالغ انسان کی طرح سیدھا کھڑا ہو کر چلنا اور بولنا شروع کر دیتا ہے۔ یہ امر اس حقیقت پر دلالت کرتا ہے کہ انسان کو پیدائش ہی سے قوتِ تکوین ودیعت ہے جو دیگر اعضائے جسم کی طرح ذہن کی فعال قوتوں کے تابع ہوتی ہے اور جس کی بنا پر انسان دیگر تہذیبی اکتسابات کی طرح زبان تخلیق کرتا ہے۔[۳۷]

انسان میں تخلیقِ زبان کی جبلّی صلاحیت کا نظریہ ماہرین کی توجہ آغازِ زبان کے قیاسی نظریات سے منحرف کر کے نیم سائنسی مطالعے کی طرف موڑ دیتا ہے، جس سے اصل قدیمی زبان کے نقطہ آغاز کی کھوج میں ماہرین کے لیے انسانی خلیے میں زبان تخلیق کرنے والے اُس توارُثی نطفے کی دریافت ناگزیر ہو جاتی ہے جو تمام مخلوقات میں صرف انسان ہی کو ودیعت ہے۔

یہاں یہ سوال اُبھرتا ہے کہ زبان تخلیق کرنے، بولنے اور سمجھنے کی صلاحیت اگر صرف انسان ہی کو عطا ہے تو کیا کوئی اور مخلوق کسی بھی سطح پر زبان کا استعمال نہیں کر سکتی؟ اس سوال کے جواب میں سکھائے جانے پر کچھ جانوروں کا انسانی زبان بولنا اور سمجھنا ماہرین کو فی الحال لاجواب کر دیتا ہے۔

آغازِ زبان کا مسئلہ ماضی کے ایسے بے نشان جزیروں کے مانند ہے جہاں تک انسانی ذہن اور علم و تحقیق کی رسائی فی الحال ممکن نہیں۔ ایسی صورت میں مندرجہ بالا قیاسی و نیم قیاسی نظریات پر تکیہ کیے بنا چارہ نہیں۔ حیوانوں کی آواز، اشیا کی جھنکار اور فجائیہ آوازوں کی نقل کے نظریے فقط اس حد تک درست ہیں کہ موجودہ یا قدیم زبانوں کے چند الفاظ کی تشکیل پر تو روشنی ڈالتے ہیں لیکن مجموعی طور پر زبان کے آغاز کی توجیہ نہیں کرتے۔ اس کے باوجود یہ موضوع ماہرینِ لسانیات کی دل چسپی سے کبھی خالی نہیں رہا۔ بعد ازاں متعدد ماہرین، مثلاً ہنری سویٹ، رے ویز

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-11

ماخذ تحقیقی مجلہ

(Revez)، ایڈگر استرتے وانٹ (Wundt) اور ڈاکٹر سُنیتی کمار چیٹر جی (Suneti Kumar Chater Jee) نے بھی زبان کے نقطہ آغاز پر تحقیق سے اپنے اپنے نظریات پیش کیے۔ ان کے نظریات دراصل سابقہ نظریات میں سے چند اور بعض اوقات متعدد نظریات کی بنیاد پر قائم ہوئے جس کی وجہ سے وہ اِس مسئلے پر سابقہ نظریات سے بڑھ کر راہ نما ثابت نہیں ہوئے، مگر اس کے باوجود اِن میں کہیں کہیں منطقی و سائنسی فکر کی آمیزش اس ضمن میں خاطر خواہ نتائج کے حصول کے لیے ماہرینِ لسانیات کو دعوتِ فکر و تحقیق دیتی ہے۔

حواشی:

1. Otto Jesperson, Language, Its nature, Development And Origin,
Norton, New York, 1964, P.96.
2. Victoria Fromkin, An Introduction To Language, Nelson Thomson Learning, 2005, p.49.

۳۔ خلیل صدیقی، زبان کیا ہے؟ (لاہور: بیکن بکس، ۲۰۱۴ء)، ص ۱۲۶۔۱۲۷۔

۴۔ خلیل صدیقی، زبان کیا ہے؟، ص ۱۲۷۔

۵۔ محمد ہادی حسین، زبان اور شاعری (لاہور: مجلسِ ترقیِ ادب، ۱۹۸۴ء)، ص ۳۔

6. Victoria Fromkin, An Introduction To Language, P.49.

۷۔ محمد ہادی حسین، زبان اور شاعری، ص ۴۔

8. https://en.m.wikipedia.org

Runic Alphabets: A Rune is a letter in a set of related alphabets known as 'Runic Alphabets', native to the Germanic peoples. Runes were used to write Germanic Languages before they adopted the Latin alphabets.

۹۔ خلیل صدیقی، زبان کیا ہے؟، ص ۱۲۴۔

10. Victoria Fromkin, An Introduction To Language, P.49.

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-11

11. Genesis, 11:1-9

۱۲۔ محمد ہادی حسین، زبان اور شاعری، ص ۳۔

13. Victoria Fromkin, An Introduction To Language, P.49.

۱۴۔ محمد ہادی حسین، زبان اور شاعری، ص ۳۔۹۔

۱۵۔ محمد ہادی حسین، زبان اور شاعری، ص ۷۔

۱۶۔ ڈاکٹر گیان چند جین، لسانی جائزے (لاہور: مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، ۲۰۰۵ء)، ص ۲۶۔

17. Victoria Fromkin, An Introduction To Language, P.50.

۱۸۔ ڈاکٹر گیان چند جین، لسانی جائزے، ص ۲۸۔

۱۹۔ ڈاکٹر گیان چند جین، لسانی جائزے، ص ۲۸۔

20. Pei, Mario, The Story Of Languag (New York: The New American Library, 1965), P.24.

21. Victoria Fromkin: An Introduction To Language, P.51.

۲۲۔ ڈاکٹر گیان چند جین، لسانی جائزے، ص ۲۸۔

۲۳۔ خلیل صدیقی، زبان کا ارتقا (کوئٹہ: زمرد پبلی کیشنز، ۱۹۷۷ء)، ص ۲۸۔

۲۴۔ ڈاکٹر گیان چند جین اپنی تصنیف، 'لسانی جائزے' کے صفحہ ۲۷ پر لکھتے ہیں:

فریجین دراصل صوبہ 'فریجیا' کی زبان ہے جو موجودہ ترکی کے شمال مغرب میں واقع ہے۔ اس زبان کا تعلق 'آرمینی خاندان' سے تھا، جس پر یونانی اثرات تھے اور جو قریباً مردہ قرار دی جا چکی ہے۔ اس زبان میں آٹھویں صدی قبل مسیح کے کتبے ملتے ہیں۔

25. George Yule, The Study Of Language (New York: Cambridge University Press), P.2.

26. David Crystal, The Cambridge Encyclopedia Of Language (2nd edition) (Cambriddge: Cambridge University Press, 1997), P.290.

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-11

ماخذ تحقیقی مجلہ

۲۷۔ ڈاکٹر گیان چند جین، لسانی جائزے، ص ۲۷۔

28. George Yule, The Study Of Language, P.3.

۲۹۔ ڈاکٹر گیان چند جین، لسانی جائزے، ص ۲۹۔

30. Otto Jesperson, Language, Its Nature, Development And Origin, P.96.

۳۱۔ ڈاکٹر گیان چند جین، لسانی جائزے، ص ۴۰۔

۳۲۔ خلیل صدیقی، زبان کا ارتقا، ص ۴۵۔

۳۳۔ ڈاکٹر گیان چند جین، لسانی جائزے، ص ۴۰۔

34. Pei, Mario, The Story Of Language, P24-25.

۳۵۔ ڈاکٹر گیان چند جین، لسانی جائزے، ص ۳۶۔

۳۶۔ خلیل صدیقی، زبان کا ارتقا، ص ۳۰۔۳۳۔

37. George Yule, The Study Of Language, P.6.